ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Vol. 1, No.4 (2019)
(October to December)

"اردو نثر میں طنز و مزاح"------ایک تنقیدی مطالعہ

"Humor in Urdu Prose" ------A Critical Study

ذکیہ خورشید
پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
محمد شوکت علی
پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Dr. Ashfaq Ahmed Virk's book/writing "Urdu Naser mein Tanz-o-Mizah" was published in 2004 from "Bait-ul-Hikmat". It consists of six chapters comprising 672 pages. The writer has dedicated this book to "Urdu Mazah Ki Abroo Janab Mushtaq Ahmed Yousafi." This writing is a book form of his Ph.D. thesis. His topic is research & criticism. This book is not only criticism on Urdu humor & irony but also provides complete history. In encompasses the humor & satire in Urdu Prose. Dr. Ashfaq has not only presented research & criticism in its most authentic form but also enhanced the dignity of this art. The real field of the writer is humor & irony. But in this book, he has displayed his profound ability in the field of research & criticism that he has emerged as a great writer. He is an excellent critic & researcher. A new branch emerges in his research work; His research process is a fine example of existence for modernresearchers.

Key Words: Urdu prose, Criticism, Authentic, Profound, Emerges, Existence, Mushtaq Ahmed Yousafi, Ashfaq Ahmed Virk.

ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کی کتاب "اُردو نثر میں طنز و مزاح" ایک اہم کاوش ہے۔ ۶۷۲ صفحات پر مشتمل تحقیق و تنقید کی یہ کتاب چھ ابواب میں منقسم ہے۔ مصنف نے اس کا انتساب اُردو مزاح کی آبرو جناب مشتاق احمد یوسفی کے نام کیا ہے۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کا اصل میدان ظرافت و مزاح ہے۔ لیکن تحقیق و تنقید میں بھی انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو منوایا ہے۔ وہ ایک منجھے ہوئے نقاد اور ایک نکتہ بین محقق ہیں۔ ان کے ہاں تحقیقی عمل کا وجود، جدید محققین کے لئے عمدہ مثال ہے۔ مظہر محمود شیرانی ان کی تنقید نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

> "اشفاق احمد ورک نے خوفِ فسادِ خلق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے باوقار سنجیدگی کے ساتھ ما قبل اور معاصر مزاحیہ نثر کا احاطہ کیا اور کمال یہ کیا کہ کم و بیش ہر قابلِ ذکر نثری صنف کو تنقید و تجزیے کی ساتھ پرکھا ہے۔"(۱)

ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کے تحقیقی کام میں جگہ جگہ تحقیق و تنقید کی ایک نئی شاخ پھوٹتی ہے۔ طنز و مزاح کی تنقید کا ایک نیا دبستان کھلتا ہے۔ طنز و مزاح کا ادب اردو کے محققین اور نقادوں کا مرغوب موضوع کبھی نہیں رہا۔ بعض ناقدین نے تو مزاحیہ ادب کے کمزور اور منفی پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں زیادہ دلچسپی دکھائی۔ ڈاکٹر اشفاق کی تصنیف کا مطالعہ قاری میں طنز و مزاح اور اس کی تاریخ سے دلچسپی پیدا کرتا ہے۔ انہوں نے اردو طنز و مزاح کے ادب کو اردو تہذیب کی انفرادیت و شان کے عکس کے طور پر پیش کیا ہے۔ حیدر آباد، ہندوستان کے ماہنامہ "شگوفہ" کے ایڈیٹر ڈاکٹر سید مصطفےٰ کمال، ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کی صلاحیتوں کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

"ڈاکٹر اشفاق کے تحقیقی کام نے فنِ تحقیق و تنقید کا حق ادا نہیں کیا بل کہ خود طنز و مزاح کے فن کے وقار میں اضافہ کیا ہے۔ کاش! ہندوستان کے محقق و نقاد پندرہ سال نہیں پانچ ہی سال کا ایک پروجیکٹ بنائیں اور ہندوستان میں طنز و مزاح کے ارتقا کی تاریخ قلم بند کر لیں۔"(۲)

ڈاکٹر اشفاق ورک اپنے تحقیقی مقالے کی تیاری اور اس سلسلے میں کی جانے والی محنت کے بارے میں اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں کہ:۔

"میں نے دو ڈھائی سال کی پی۔ ایچ۔ ڈی سات سالمیں کی۔ میں نے کہا میں بہت پڑھوں گا، پھر لکھوں گا۔ جتنی کتابیں دستیاب ہوئیں اچھی یا بری ان کا فیصلہ کروں گا اپنے حساب سے تو کر سکتا ہوں۔ اب میری کتاب سات یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔ یہ میرے کئے اعزاز کی بات۔"(۳)

طنز و مزاح سے ڈاکٹر ورک کو طبعی دلچسپی ہے اسی لئے انہوں نے اپنے اس تحقیقی کام سے پورا پورا حظ اُٹھایا۔ کتابوں کے حصول سے لے کر کتاب لکھنے تک موضوع سے پورا انصاف کیا اور شاہکار تخلیق کیا۔ اسی انٹرویو میں مزید کہتے ہیں:

"میں نے پی۔ ایچ۔ ڈی نہیں کی بلکہ مزہ لیا ہے، اپنے موضوع کا لطف اُٹھایا اور الحمدُللہ لکھا بہت۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کا "وائے وا" ہوا تو فتح محمد ملک صاحب اسلام آباد سے آئے تھے۔ انہوں نے صرف اتنا کہا "آپ نے جو تنقید لکھی ہے، یہ تخلیقی تنقید ہے جس نے مجھے خوش کر دیا ہے ورنہ میں نے بڑی گھسی پٹی اور بورنگ تنقید پڑھی ہے۔ آپ نے مزاح میں تنقید بھی بڑے شگفتہ اسلوب میں کی ہے۔ میں اسلام آباد سے آپ کو مبارک باد دینے آیا ہوں۔"(۴)

ڈاکٹر اشفاق ورک نے اسی مقالے کو ۲۰۰۴ء میں کتابی صورت بخشی "اُردو نثر میں طنز و مزاح" ان کی تحقیق و تنقید پر پہلی کتاب ہے۔ بہت حد تک مکمل اور جامع۔ تحقیق کے لئے موضوع کا انتخاب کرتے وقت ان کے پیشِ نظر چند باتیں تھیں جن کا ذکر انہوں نے پیشِ گفتار میں کیا ہے کہ اردو ادب مین طنز و مزاح کے تجزیاتی مطالعہ پر کئی ناقدین اور ادیبوں نے کتب لکھی ہیں۔ مثلا

"رشید احمد صدیقی، غلام احمد فرقت کاکوروی اور ڈاکٹر وزیر آغا کا کام نہایت وقیع و اوّلیت کا حامل ہے۔ لیکن ان تمام فاضل ناقدین کی تحقیقی و تنقیدی کاوشوں کا سلسلہ قیامِ پاکستان سے قبل تخلیق ہونے والے طنز و مزاح تک محدود ہے۔"(۵)

ڈاکٹر سلطانہ بخش کا "داستانیں اور مزاح" ڈاکٹر شمع افروز زیدی کا "اردو ناول میں طنز و مزاح" نیز اُردو صحافت کے حوالے سے طنز و مزاح میں تحقیقی کام ڈاکٹر ظفر عالم ظفری اور ڈاکٹر فوزیہ چودھری نے کیا ہے۔ ڈاکٹر ورک کے مطابق یہ کام بھی تشنہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ مقالات بھی اپنے محدود دائرہ کار کی بنا پر پورے اُردو ادب میں تخلیق ہونے والے مزاح کا احاطہ کرنے سے قاصر تھے۔"(۶)

موصوف مزید لکھتے ہیں کہ اب تک طنز و مزاح کے حوالے سے سامنے آنے والی تحقیقات میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا نام سب سے وقیع ہے، اس میں بھی اُردو طنز و مزاح کی درجہ بندی یا معیار متعین کرنے پہ توجہ نہیں دی گئی بلکہ پس منظر پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ورک آخری اور بڑی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اس موضوع کے انتخاب کی مذکورہ وجوہات کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی وجہ طنز و مزاح سے راقم کی فطری رغبت کو بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔"(۷)

پھر ایک دانشمند کا قول نقل کر کے اپنی اس بات کو مزید مکمل کرتے ہیں:۔ "جہاں شوقِ قلبی اور فرضِ منصبی کی حدیں مل جائیں، وہ مقام خوش قسمتی کہلاتا ہے۔"(۸)

لہذا اُنہوں نے اپنی اس خوش قسمتی سے بھرپور فائدہ اُٹھایا اور تحقیق و تنقید کے سلسلے میں اسی طرح اپنی صلاحیتوں کو منوایا جس طرح مزاح اور خاکہ نگاری میں اُردو ادب کے بڑے بڑے ناقدین اور ادیبوں سے دادِ تحسین وصول کی۔ اس تحقیقی و تنقیدی کتاب کے لئے مشفق خواجہ سا محقق بھی بے اختیار کہہ اُٹھا:۔ "آپ نے پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ نہیں لکھا بلکہ پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے لکھنے والوں کے لئے ایک مثال قائم کی ہے۔"(۹)

اس تحقیقی مقالے کے سلسلے میں کی جانے والی محنت اور مطالعہ کے بارے میں وہ خود اعتراف

کرتے ہیں کہ

"طنز و مزاح کے شوق میں راقم نے اُردو مزاح کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اس کوہِ گراں میں سے اقتباسات کے موتی مسلسل چُنتا گیا، جنھیں من و عن قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔"(۱۰)

اس کتاب کا دیباچہ "حرفے چند" کے عنوان سے پروفیسر عبدالجبار شاکر نے لکھا ہے۔ وہ اس کتاب کی تعریف میں اور ڈاکٹر اشفاق کی تحقیقی عرق ریزی کے سلسلے میں لکھتے ہیں:۔ "اردو طنز و مزاح اور قارئین کی خوش قسمتی ہے کہ اُنہیں ڈاکٹر اشفاق احمد ورک جیسا محقق، نقاد اور مزاح نگار میسر آگیا۔"(۱۱)

ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کی تحقیقی و تنقیدی صلاحیتوں کا اعتراف جامعہ ملیہ دہلی کے چیئرمین شعبہ اُردو پروفیسر شمیم حنفی ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

I was greatly impressed by the scholar's patience and perseverance. Asfaq Ahmed Virk has maintained a remarkable standard of academic endeavor throughout this study. I have no doubt that this is an outstanding work of research and valuable addition to the existing material on this subject." (12)

ڈاکٹر صاحب کی کتاب میں اگرچہ تقسیم کے بعد کی اُردو نثر میں طنز و مزاح کا بھرپور جائزہ موجود ہے لیکن اس کے باوجود پس منظر میں شاعری و نثر ہر دو میں ابتدا ہی سے ہر عہد میں تخلیق ہونے والے مزاح کے بارے میں ضروری اور بنیادی معلومات اس قدر جامع انداز میں دے دی گئی ہیں کہ یہ کتاب مزاح کی مکمل تاریخی کتاب بن گئی ہے۔ اُنہوں نے مزاح کا آغاز جعفر زٹلی سے کیا ہے۔ ڈاکٹر شاکر لکھتے ہیں:۔

"ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کی طنز و مزاح سے طبعی مناسبت نے اس کتاب کی پیش کش میں ایک ایسا تخلیقی شعور، تنقیدی مزاح اور تحقیقی اُپج پیدا کر دی ہے جو اس موضوع پر کسی دوسرے محقق یا ناقد کے لئے ممکن نہ تھی۔"(۱۳)

اس کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اوّل کے دو حصے ہیں۔ حصہ اوّل طنز و مزاح کی تعریف، تعارف اور پس منظر پر مشتمل ہے۔ طنز و مزاح یا ہنسنا ہنسانا، ایسی خاصیت ہے جو صرف اور صرف انسانوں میں موجود ہے نہ تو جانور ہنستے ہیں نہ فرشتے نہ شیاطین۔ موصوف لکھتے ہیں:۔ "بعض داناؤں نے تو انسان اور غیر انسان جانداروں میں حدِ فاصل صرف حسِ مزاح ہی کو قرار دیا ہے۔ اسی بنیاد پر انسان کو "حیوانِ ظریف" کہا گیا ہے۔"(۱۴)

مصنف نے اپنی تحقیق میں ہنسی مزاح اور طنز کا آغاز اُردو ادب یا کسی بھی اور ادب سے نہیں کیا بلکہ آدمؑ کے زمین پر اُترنے سے ہی کیا ہے۔ اُس وقت جب کوئی زبان ایجاد نہیں ہوئی تھی، کوئی ادب و لٹریچر نہیں لکھا گیا تھا۔ کوئی لاطینی، عبرانی یا انگریزی زبان کا وجود بھی نہ تھا۔ مصنف کے مطابق طنز و مزاح کا آغاز غیر انسانی وجود کی طرف سے انسان کی حالتِ زار پر ہوا۔ سب سے پہلا قہقہہ اِس کوّے نے لگایا ہو گا جس نے قابیل کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ہابیل کو قتل کرنے کے بعد اِس کی لاش کو چھپانے کے لئے سر پکڑ کر بیٹھا ہے اور سب سے پہلا طنز اقبال کی نظم "رُوح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے" کھول آنکھ زمین دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ کی صورت میں حضرت آدمؑ پر ہوا۔ (۱۵)

شروع میں انسان کے ہنسنے اور مزاح کے معیارات بھی دیگر زندگی کی طرح سادہ تھے۔ جیسے جیسے انسانی تہذیب و کلچر میں ترقی ہوتی گئی ہنسنے ہنسانے کی شکلیں اور حربے بھی نئے نئے روپ دھارتے چلے گئے۔ پھر جب علوم و فنون کو لکھنے کا رواج ہوا تو ادب اور مصوری کے جیسے علوم رواج پا گئے۔ مصنف نے پس منظر کے بعد طنز و مزاح کی تعریف، ماہیت اور ان کے مابین فرق اور مختلف نظریات کو بیان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف نے واقعی تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ اُنہوں نے زبان و ادب کا کونہ کونہ چھان کر طنز و مزاح سے متعلق ایک ایک حرف تحقیق و باریک بینی سے الگ کیا اور اسے اس کتاب میں جگہ دی۔ طنز و مزاح اور ظرافت کی پچیس مختلف صورتیں متعارف کرائی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے شگفتہ و لطیف مزاح کے نمونوں سے آغاز کیا ہے۔ اہل مغرب کے نظریات اور انگریزی ادب میں طنز و مزاح کی روایت کو بیان کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ فارسی میں طنز و مزاح نگاروں سے متعارف کراتے ہوئے مثالوں سے اپنی تحقیق کو مدلل بناتے ہوئے اُردو ادب تک پہنچتے ہیں۔ صرف فارسی نظم میں ہی اُنہوں نے درجن بھر سے زائد شعراء کے ہاں سے طنز و مزاح کی مثالیں تلاش کی ہیں۔ عبید زاکانی کے "رسالہ اخلاق الاشراف" سے ایک حکایت کا ترجمہ لکھتے ہیں:۔

> "ایک امیر نے اپنے خادم سے کہا کہ تم اپنے پلے سے میرے لیے گوشت لا کر پکاؤ۔ جسے کھا کر میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ نوکر نے خوشی خوشی گوشت لا کر بریانی پکائی۔ مالک نے بریانی مزے لے کر کھائی اور گوشت چھوڑ دیا اور نوکر کو حکم دیا کہ اب اسی گوشت میں چنے ڈال کر پکاؤ تا کہ میں اسے کھا کر تجھے آزاد کر دوں۔ غرض یہ کہ جب وہ تین چار بار گوشت کے ساتھ یہی سلوک کر چکا تو نوکر ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو گیا کہ حضور آپ اس صلے کے عوض مجھے آزاد فرمائیں یا نہ فرمائیں لیکن خدا کے لیے اس گوشت کو ضرور آزاد فرمائیں۔" (۱۶)

اُردو طنز و مزاح کا ارتقاء کے سلسلے میں نظم و نثر میں پہلا مزاح نگار جعفر زٹلی ہے باب اوّل میں مصنف نے بھی اسی سے آغاز کیا ہے۔ اگرچہ یہ تفصیل ان کے تحقیقی مقالے سے براہِ راست تعلق نہیں رکھتی۔ غالب، اودھ پنچ اور اس کے مصنفین سے ہوتے ہوتے قیام پاکستان یا تقسیم ہند تک کے چیدہ چیدہ مزاح نگاروں کے بارے میں مختصر تعارف اور تقریباً تمام مزاح نگاروں کے نام درج کیے ہیں۔ ڈاکٹر عبد الجبار شاکر کا کہنا ہے کہ:۔

> "ورک صاحب کے اس تحقیقی کام کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اُنہوں جعفر زٹلی سے لے کر لمحہ موجود تک کے مزاح نگاروں کے تخلیقی مقام کا تعین کرتے ہوئے جو نمونے کے اقتباس پیش کئے ہیں۔ اس میں ایسی مہارت اور سلیقے سے کام کیا ہے کہ مختصر اقتباس میں مزاح کی روح سمٹ آتی ہے۔ ان اقتباسات کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ اُردو ادب کے قارئین کو بیٹھے بٹھائے تین سو سالہ اُردو مزاح کا ایک دلکش اور جامع انتخاب بھی میسر آ گیا ہے۔" (۱۷)

عطاالحق قاسمی کی کتاب "مزید گنجے فرشتے" سے منتخب اقتباس دیکھیں:۔

"سلیم اختر کی شکل میں جو چیز بن گئی ہے۔ وہ اتفاق سے اچھی چیز ہے۔ لہٰذا اسے جوں کا توں رہنے دینا چاہیے ورنہ ترمیمات سے اس کی شکل بھی ۱۹۷۳ء آئین جیسی ہو سکتی ہے۔"(۱۸)

ڈاکٹر اشفاق ورک نے اپنی اس تصنیف میں بڑی گہرائی و گیرائی سے اُردو نثر کی تمام تر اصناف میں طنز و مزاح کے عناصر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا ہے اور اسے ایک خاص ترتیب دے کر ابواب بندی کی ہے۔ ہر ایک باب میں ایک سے زائد ملتی جلتی اصناف کو جمع کر کے باب دوم تا ششم صرف پانچ ابواب میں اصنافِ نثر کے تمام اقسام کو جمع کر دیا ہے۔ اس بارے میں لکھتے ہیں:۔

"طنز و مزاح ادب کی ہر صنف میں کسی کسی صورت موجود ہے اگر ادب کو ایک جسم اور اس کی مختلف اصناف کو اس کے اعضاء فرض کر لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ طنز و مزاح اس جسم کے انگ انگ میں خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے کسی حصے میں نمایاں طور پر اور کہیں غیر محسوس انداز میں۔"(۱۹)

باب دوم میں اُنہوں نے مضمون اور انشائیہ کی صنف میں سے طنز و مزاح اور ظرافت کے پھول چنے ہیں اور حسین گلدستہ ترتیب دیا ہے۔ یہ باب تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں اُردو کے تمام انشائی اور مضمونی ادب کا گہرا مطالعہ کر کے طنز و مزاح کے نمونے تلاش کیے گئے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"طنز و مزاح چونکہ اصناف نہیں حربے ہیں جن کو دیگر اصناف کی طرح مضمون اور انشائیے میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بس اتنا ہے کہ مضمون اسے کُھلے بندوں گلے لگانے کے لئے ہر وقت تیار رہتا جبکہ انشائیہ محض ان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالنے پر اکتفا کرتا ہے۔"(۲۰)

مضمون میں طنز و مزاح کا ایک منتخب اقتباس جو ممتاز مفتی کے مجموعہ "رام دین" سے لیا گیا ہے جو کہ انتہائی دلچسپ، معلوماتی اور طنز سے بھرپور شاہکار ہے

"ہمارے ہاں آج کل کلچر کا تیتر بول رہا ہے۔ لوگ پوچھ رہے ہیں: کیا کہتا ہے؟ صاحب اور بیگم کہتے ہیں "کہہ رہا ہے، ڈرائنگ روم سجا، منہ بگاڑ کر انگریزی بول، منی پہن اور کلچرڈ بن جا"۔۔۔ فلم کاروں سے پوچھو تو جواب دیتے ہیں۔ "ہم نے پنجابی فلموں میں پنجاب کے کلچر کی وضاحت کر دی ہے۔ اب یہ گاؤں والوں کا کام ہے کہ وہ اپنی زندگی اس کے مطابق ڈھالیں۔"(۲۱)

افضل علوی کی کتاب "باعث تحریر آنکہ" سے منتخب اقتباس کو مصنف نے اپنی تحقیق میں جگہ دی ہے۔ دیکھیے

"اہل محلّہ نے ان کی بہتیری منت سماجت کی اور سمجھایا بجھایا کہ اگرچہ لقمان کے بعد حکمت آپ پر ختم ہے اور یہ کہ آپ کو ایسے ایسے طبی چٹکلے ازبر ہیں جن کے ذریعے مرض یا مریض میں سے ایک کا خاتمہ یقینی ہے لیکن آپ کی بیوی کی کمزور جان آپ کی بھاری بھر کم "حذاقت" کی تاب نہیں لا سکے گی، اس لئے آپ اسے اپنے سے کم "ماہر و حاذق" مگر ایسے ڈاکٹر یا حکیم کو دکھائیں جو آپ کی طرح ڈگری یا سند کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا عادی نہ ہو۔"(۲۲)

باب سوم فکشن میں طنز و مزاح سے متعلق ہے۔ یہ باب تقریباً پچاسی صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے فینٹیسی، ناول اور افسانہ سے مزاح کے چمکتے دمکتے ذرات کو چُنا ہے۔ مثلاً نسیم حجازی کی فینٹیسی "سفید جزیرہ" سے کیا خوبصورت اقتباس منتخب کیا ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ آج سچ محسوس ہوتا ہے:۔

"ہم نے کمیٹی روم کے اندر بچھی ہوئی کرسیوں پر مختلف محکموں کی چٹیں لگوا دی ہیں۔ اب ہم ایک دو تین کہنے کے بعد ہاتھ بلند کریں گے اور تم لوگ ہمارا اشارہ پاتے ہی کمیٹی روم میں پہنچ کر اپنی اپنی پسند کی کرسی پر قبضہ کر لو۔ جس وزیر کی کرسی پر خزانے کی چٹ لگی ہو گی، سمجھ لو کہ اسے وزیر خزانہ بنا دیا گیا ہے۔"(۲۳)

اس باب میں ڈاکٹر صاحب نے نسیم حجازی کی "سو سال بعد" کو سب سے پہلی فینٹیسی قرار دیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد منظر عام پر آنے والی محمد خالد اختر کی فینٹیسی "بیس سو گیارہ" ہے۔ محمد خالد اختر کی فینٹیسی پر تبصرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

"خالد اختر نے بھی فینٹیسی "بیس سو گیارہ" میں زندگی کے مختلف تلخ پہلوؤں کو پیش کیا ہے اور اس کو نین پر تخیل، اسلوب اور مزاح کی شکر چڑھانے کی بھی بھرپور کوشش کی ہے لیکن ان کے مزاح کی برہمی اور اظہار مدعا کے کھلے ڈُلے انداز کی وجہ سے اکثر مقامات پر کونین کی کڑواہٹ اور تلخی واضح طور پر محسوس ہوتی ہے۔"(۲۴)

ڈاکٹر صاحب نے، نسیم حجازی، محمد خالد، عبدالمجید سالک، چراغ حسن حسرت، کنہیالال کپور، اشفاق احمد، ابوالفضل صدیقی، عطاالحق قاسمی، فکر تونسوی اور عقیل احمد روبی کی تحریروں میں فینٹیسی کے انداز تحریر کا جائزہ لیا ہے۔ ناول نگاری میں طنز و مزاح کی تلاش مولوی نذیر احمد کے ناول توبتہ نصوح سے کی ہے۔ ان کی ناول نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"اُردو ناول میں مزاح کا سراغ لگانے کی کوشش کریں تو اس کا ابتدائی سرا بھی یہیں سے ہاتھ آجاتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد مرنجان مرنج اور زندہ دل شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی یہی زندہ دلی ان کے ناولوں میں شوخی اور ظرافت میں ڈھلتی نظر آتی ہے۔"(۲۵)

تنقیدی تحریر عموماً بور اور خشک ہوا کرتی ہے۔ اس مین دلچسپی اور روانی کا فقدان محسوس ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر اشفاق احمد ورک تنقید بھی ایسے پیرائے میں کرتے ہیں کہ قلم کی روانی ہے کہ تھمتی نہیں بل کہ سہل اور آسان جملے، ترتیب وار، قلم سے خود بخود صفحات پر پھیلتے چلے جاتے ہیں وہ منجھے ہوئے انداز میں کتب کا تجزیہ کرتے ہیں اور مصنفین کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کھُل کر کرتے ہیں۔ ان کی تنقیدی تحریروں میں سچائی ہے، خلوص ہے، بے تعصبی ہے، روانی ہے، بہاؤ ہے، ورق ریزی ہے یعنی وہ ایک کامیاب محقق اور نقاد ہیں۔ اُردو ناول کی ابتدا سے لے کر قیامِ پاکستان تک اور قیامِ پاکستان کے بعد کے تمام ناول نگاروں کے ناولوں سے اقتباسات چُن چُن کر ان پر قلم فرسائی کی ہے۔ ابنِ صفی کی ناول نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"اسرار احمد ابنِ صفی کو اُردو میں جاسوسی ادب کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بے شمار مضمون، ناول اور کہانیاں لکھیں۔ ان کی تحریروں کی روانی، بہاؤ اور تجسس نے قارئین کا وسیع حلقہ پیدا کر لیا تھا۔ ان کی تحریروں کو ادب میں جو بھی مقام ملے، اس بات کا سہرا یقیناً انہی کے سر بندھتا ہے کہ انھوں نے ہماری کئی نسلوں کو مطالعے کی طرف راغب کیا۔ ایک ادیب کا اس سے بڑا کمال کیا ہو گا کہ لوگ اس کی تحریروں کا انتظار کریں۔"(۲۶)

بابِ چہارم میں شخصیت نگاری میں سے مزاح کے نمونے تلاش کیے ہیں۔ اس باب کو مزید دو حصوں خاکہ اور آپ بیتی و سوانح میں تقسیم کیا ہے۔ اس سلسلے میں خاکہ نگاری، آپ بیتی اور سوانح کی، اُردو کی تمام تحریروں کو کھنگالا گیا ہے۔ پانچوں باب میں سیاحت اور صحافت سے متعلق تحریروں میں بھی رنگ تلاش کیے ہیں۔ کتابِ ہٰذا کا چھٹا اور آخری باب متفرق اصناف میں طنز و مزاح کا عنصر ہے۔ اس میں پیروڈی، خطوط، ڈائری، رُوداد، تقاریر، زنداں نامے، تنقید اور بلیغیات میں سے شگفتہ تحریریں تلاش کی ہیں۔ انھوں نے تحقیقی مقالہ ہی نہیں لکھا بل کہ پورے کے پورے اُردو ادب کے گلستان کی خود بھی سیر کی اور

قارئین کو بھی مزے کرائے ہیں۔ اس کتاب کے بیک فلیپ پر تین اصحاب کی آرا درج ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر شمیم حنفی، ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی اور ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی لکھتے ہیں:۔

> "ڈاکٹر اشفاق احمد ورک نے اپنے موضوع کا بڑی محنت کے ساتھ احاطہ کیا ہے اور وسیع مطالعہ کر کے وافر معلومات فراہم کی ہیں۔ شاید ہی کوئی قابلِ ذکر طنز و مزاح نگار ہو گا جو ان سے نظر انداز ہوا ہو۔ یوں یہ کتاب "اُردو نثر میں طنز و مزاح" پر ایک قسم کا دائرۃ المعارف بن گئی ہے۔ مؤلف کی ناقدانہ آرا ور سلیقہ بھی نہایت معتدلاور متوازن ہے۔ علاوہ ازیں مقالے کی زبان بڑی واضح اور اسلوب ایسا نکھرا ہوا ہے کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔"(۲۷)

یہ کتاب اُردو طنز و مزاح پر تنقید ہی نہیں بلکہ مکمل تاریخ بھی فراہم کرتی ہے۔ اُردو نثر کے طنز و مزاح کا پورا پورا احاطہ کرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے صرف تحقیق و تنقید کا حق ادا نہیں کیا بلکہ اس فن کے وقار میں بھی اضافہ کیا ہے۔ اہلِ بھارت اس کتاب کو دیکھ کر کاش! کہنے پر مجبور ہو گئے کہ وہ پانچ دس برس کا ایک پراجیکٹ بنا کر ہندوستان میں طنز و مزاح کے ارتقا کی ایسی تاریخ قلم بند کر لیں۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کی یہ کتاب، اس وقت ملکی و غیر ملکی سات یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مظہر محمود شیرانی، بحوالہ، اکرم باجوہ، قریہئ تحقیق،، ص:۹۴

۲۔ شگوفہ، ماہانہ، (شمارہ نمبر ۸، جلد ۴۷)، حیدر آباد: اگست، ۲۰۱۴ء، ص:۵۸

۳۔ انٹرویو، اشفاق احمد ورک، کشتِ نو، (سال نامہ) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، ۲۰۱۶ء۔۲۰۱۷ء، ص:۱۱۸

۴۔ ایضاً، ص:۱۱۸

۵۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اُردو نثر میں طنز و مزاح، لاہور: بیت الحکمت، ۲۰۰۴ء، ص:۱۳

۶۔ ایضاً، ص:۱۳

۷۔ ایضاً، ص:۱۴

۸۔ ایضاً، ص:۱۴

۹۔ مشفق خواجہ، بحوالہ، اکرم باجوہ، قریہئ تحقیق،، ص:۹۳

۱۰۔ اُردو نثر میں طنز و مزاح، ص:۱۵

۱۱۔ ایضاً، ص:۱۵

۱۲۔ شمیم حنفی، بحوالہ، اُردو نثر میں طنز و مزاح، بیک فلیپ

۱۳۔ اُردو نثر میں طنز و مزاح، ص ۱۱

۱۴۔ ایضاً، ص:۱۸

۱۵۔ ایضاً، ص:۶۱

۱۶۔ ایضاً، ص:۷۳

۱۷۔ ایضاً، ص:۱۲

۱۸۔ عطاالحق قاسمی، بحوالہ، اُردو نثر میں طنز و مزاح، ص:۴۳۴

۱۹۔ اُردو نثر میں طنز و مزاح، ص:۱۲۲

۲۰۔ ایضاً، ص:۱۲۷

۲۱۔ ایضاً، ص ۸۴۱

۲۲۔ ایضاً، ص:۲۲۳

۲۳۔ نسیم حجازی، بحوالہ، اُردو نثر میں طنز و مزاح، ص:۲۸۱

۲۴۔ اُردو نثر میں طنز و مزاح، ص:۲۸۵

۲۵۔ ایضاً، ص:۲۹۵

۲۶۔ ایضاً، ص:۳۱۱

۲۷۔ ایضاً، بیک فلیپ